اوجز المسالک شرح موطأ امام مالک: منہج و اسلوب

ڈاکٹر مرسل فرمان* جاوید اقبال**

Awjaz al-Masālik 'ilā Muwaṭṭa Imām Mālik: Approach and Methodology

Abstract

Ḥadīth is the second basic source of Islamic *Sharī'ah*. *Imām Mālik* (RA) proposed the collection of *Ḥadīth* according to the *Fiqhī*-classification, in the end of second century Hijrah calender. This collection was named *Muwaṭṭa*. The important thing is that the author of this book is the Imām of Ḥadīth as well as the *Imām* of Fiqh. *Shāh 'Abdul 'Azīz Mohaddith Dehlavi* (RA) has counted 16 manuscripts of this book. Arabic and non-arabic scholars have written many commentaries of *Muwaṭṭa*, including *Awjaz al-Masālik* authored by *Maulāna Muhammad Zakariyya* (RA), which encompasses the summery of almost all the commentaries of the book. The book is totally free from all kind of sectarian prejudices. It is very famous among the scholars. Its study becomes easier if we consider its methodology of description.

Keywords: *Awjaz al-Masālik; Methodology; Maulāna Zakariyya; Ḥadīth; Fiqh.*

تعارف

دوسری صدی ہجری کے اخیر میں امام مالکؒ(م ۱۷۹ھ) نے ایک مجموعہ حدیث موطأ کے نام سے پیش کیا[1]، جس کی خصوصیات میں سے اہم بات یہ ہے کہ اگر اسکا مصنّف ایک طرف امامِ حدیث ہیں تو دوسری طرف فقہ کے بھی امام ہیں، شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ(م ۱۲۳۹ھ) نے موطأ کے سولہ نسخے شمار کیے ہیں[2]، مقبولیت کی وجہ سے اس کی کئی شروح، تعلیقات اور حواشی لکھیں گئی ہیں، جن میں سے بعض کو ذکر کیا جاتا ہے، مثلاً ابن عبد البرؒ(م ۴۶۳ھ) نے التمہید اور الاستذکار کے نام سے، ابن رشیق القیروانی المالکیؒ(م ۴۵۶ھ) نے شرح موطأ کے نام سے، ابو مروان عبد الملک بن حبیب بن سلیمان القرطبی المالکیؒ(م ۲۳۸ھ) نے تفسیر الموطأ کے نام سے، احمد بن نصر الداودی المالکیؒ(م ۴۰۲ھ) نے النامی فی شرح الموطأ کے نام سے، ابن العربیؒ(م ۵۴۳ھ) نے القبس فی شرح موطأ مالک بن انس اور المسالک فی شرح الموطأ لمالک کے نام سے، محمد بن سحنون المالکیؒ(م ۲۵۶ھ) نے شرح الموطأ کے نام سے، محمد بن یحییٰ القرافیؒ(م ۱۰۰۸ھ) نے شرح موطأ کے نام سے، محمد بن سلیمان بن خلیفہؒ(م ۵۰۰ھ) نے المحلی کے نام سے، عبد اللہ ابو محمد بن محمد بن ابو القاسم الفرحونؒ(م ۷۶۳ھ) نے کشف الغطاء فی شرح مختصر الموطأ کے نام سے، جلال الدین سیوطیؒ(م ۹۱۱ھ) نے اسعاف المبطأ فی رجال الموطأ کے نام سے، قاضی اسماعیل بن اسحاقؒ(م ۲۸۲ھ) نے شواھد الموطأ اور زیادات الموطأ کے نام سے، عثمان بن یعقوب بن حسین الکرخیؒ(م ۱۱۷۱ھ) نے المھیأ فی کشف اسرار الموطأ کے نام سے، اور ابو الولید سلیمان بن خلف باجیؒ(م ۴۷۴ھ) نے المنتقیٰ کے نام سے شروحات لکھیں ہیں۔ بر صغیر پاک وہند کے علماء میں مولانا عبد الحئی لکھنویؒ(م ۱۳۰۴ھ) نے التعلیق الممجد کے نام سے، حضرت شاہ ولی اللہؒ(م ۱۱۷۶ھ) نے المصفی اور المسوی کے نام سے، ابو یوسف یعقوب لاہوریؒ(م ۱۰۹۸ھ) نے المصفی فی شرح الموطأ کے نام سے اور شیخ سلام اللہؒ(م ۱۲۲۹ھ)[3] نے المحلی کے نام سے اس

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
** ایم فل ریسرچ سکالر، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

کی شروح لکھیں ہیں۔[۴] ان ہی شروح میں سے ایک "اوجز المسالک الیٰ موطأمالک" بھی ہے، جس میں تقریباًان تمام شروح کا خلاصہ ہے، اور یہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ(م ۱۴۰۲ھ) کی تصنیف ہے جو ہر قسم کے مسلکی تعصب سے بالاتر ہے اور اہلِ علم میں اس کو مقبولیت حاصل ہے، اگر اس کے منہج واسلوب کو سامنے رکھ کر اس کا مطالعہ کیاجائے تو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے حالاتِ زندگی

پیدائش

آپؒ اکابر علماء دیوبند میں سے ہیں، مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ(م ۱۳۳۴ھ) کے صاحبزادے ہیں، ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۵ہجری میں ہندوستان کے شہر کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔[۵]

تعلیم وتربیت

آپؒ نے اپنے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ سے قرآن کریم حفظ کیا،[۶] ۱۳۲۸ہجری تک گنگوہ میں قیام رہا، اس عرصے میں آپؒ نے دینی رسائل، بہشتی زیور اور فارسی کی ابتدائی کتابیں گنگوہ میں رہ کر زیادہ تر اپنے چچا مولانا محمد الیاسؒ(م ۱۳۶۳ھ) سے پڑھیں،[۷] حضرت رشید احمد گنگوہیؒ(م ۱۳۲۳ھ) کی وفات کے بعد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ(م ۱۳۴۶ھ) کے اصرار پر مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ نے سہارنپور آکر مستقل قیام فرمایا، اور مظاہر العلوم کے مدرسین میں شامل ہوگئے، شیخ الحدیثؒ نے دینی اور عربی علوم کا باقاعدہ آغاز سہارنپور آکر ۱۳۲۸ہجری میں کیا،[۸] مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ تعلیم میں انتہائی مجتہدانہ مہارت رکھتے تھے، ان کا اپنا ایک اندازِ تدریس تھا، چنانچہ انہوں شیخ الحدیثؒ کو اسی خاص انداز کے ساتھ پڑھایا۔ آپؒ نے بقیہ درسیات کی تکمیل سہارنپور میں کی۔[۹] منطق آپؒ نے زیادہ تر مولانا عبد اللطیف صاحبؒ(م ۱۳۷۳ھ) سے پڑھی[۱۰] اور نصاب کی منتہیانہ کتب آپؒ نے اپنے والد ماجد مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ سے پڑھیں۔ ۷ محرم الحرام ۱۳۳۲ ھ کو ظہر کی نماز کے بعد مشکوٰۃ شریف شروع کی، ۱۳۳۳ھ میں دورہ حدیث کی ابتداء کی۔[۱۱] آپؒ نے صحاح ستہ ایک مرتبہ اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور دوسری مرتبہ صحیحین، سنن ابی داوٗد، سنن ترمذی، موطأ امام محمد اور شرح معانی الاٰثار مولانا خلیل احمد ایوبی الانصاریؒ سے پڑھیں۔[۱۲]

تدریسی زندگی کا آغاز

یکم محرم ۱۳۳۵ہجری میں آپؒ نے مظاہر العلوم سہارنپور سے تدریس کا آغاز کیا[۱۳] اور اپنی غیر معمولی اہلیت، قوت مطالعہ، اور فنی مہارت کی بنیاد پر ابتدائی کتب کی ارتقائی تدریس کے بعد ۱۳۴۱ہجری میں حدیث کی تدریس شروع کی۔[۱۴] ۱۳۸۸ہجری تک حدیث کی تدریس کرتے رہیں، اس کے بعد آپؒ نے اپنے اکثر اوقات کو تصنیف وتالیف میں صرف کیا۔[۱۵]

مشہور تصانیف

آپؒ کئی کتب کے مصنف ہیں جن میں اوجز المسالک الیٰ موطأمالک، لامع الدراری علی جامع البخاری، الکوکب الدری علیٰ جامع الترمذی، الابواب والتراجم لصحیح البخاری، فضائل اعمال، حکایات صحابہ، فضائل صدقات، تاریخ مشائخ چشتیہ، تاریخ مظاہر، تقاریر مشکوٰۃ، یادِ ایام، شرح الفیہ اردو، خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، شذرات الحدیث، اعتدال فی مراتب الرجال،

مقدمات کتب حدیث، جزء افضل الاعمال، سیرتِ صدیق، حواشی اصول الشاشی، حواشی کلام پاک، تقریر نسائی شریف، مشائخ تصوف، فتنہ مودودیت، آپ بیتی، نظام مظاہر العلوم، مکتوباتِ تصوف اور اکابر کا رمضان وغیرہ مشہور ہیں۔[۱۶]

فضائل اعمال کی مقبولیت کی وجہ

شیخ ابو الحسن علی ندویؒ (م ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں[۱۷] کہ آپؒ کی تصانیف مطبوعہ وغیر مطبوعہ کی تعداد سو سے زائد ہے، لیکن ان میں حکایات صحابہ اور کتب فضائل (یعنی فضائل نماز، فضائل قرآن، فضائل رمضان وغیرہ جن کا مجموعہ فضائل اعمال کے نام سے مرتب ہے) کو تبلیغی جماعت کے نصاب میں شامل ہونے اور افادہ عام کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہے جس کے مطبوعہ نسخوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ شیخ ابو الحسن ندویؒ مزید فرماتے ہیں[۱۸] کہ "مولانا محمد الیاسؒ فرماتے تھے کہ فضائل کا درجہ مسائل سے پہلے ہے، فضائل سے اعمال کے اجر پر یقین ہوتا ہے جو ایمان کا مقام ہے، اور اس سے آدمی عمل کے لئے آمادہ ہوتا ہے، مسائل معلوم کرنے کی ضرورت کا احساس تب ہی ہوگا جب وہ عمل پر تیار ہوگا، اس لئے ہمارے نزدیک فضائل کی اہمیت زیادہ ہے" تو اس ضرورت کی تکمیل کے لئے فضائل اعمال لکھی گئی۔

وفات

آپؒ مدینہ منورہ میں ۲ شعبان ۱۴۰۲ ھ میں چند روز زیر علاج رہنے کے بعد رحلت فرما گئے، اور جنت البقیع میں تدفین کی گئی۔[۱۹]

اوجز المسالک الی موطأ مالک کی وجہ تالیف اور وجہ تسمیہ

شیخ الحدیثؒ نے اوجز المسالک کی تالیف ۱۳۴۵ ہجری میں شروع فرمائی اور اس کی تالیف پر تقریباً ۳۰ سال سے زائد کا عرصہ صرف ہوا۔[۲۰] ہندوستان میں اس کی پہلی طباعت چھ جلدوں میں ہوئی جب کہ دوسری مرتبہ اس کی طباعت قاہرہ اور بیروت سے پندرہ جلدوں میں ہوئی[۲۱]، اور اب دار الکتب العلمیۃ بیروت نے اس کی طباعت سترہ جلدوں میں کی ہے۔

آپؒ اوجز المسالک کے مقدمے میں سببِ تالیف کے بارے میں فرماتے ہیں[۲۲] کہ مجھ سے بعض مخلص دوستوں نے اصرار کیا کہ موطأ امام مالک کی شرح لکھی جائے کیونکہ اس کو اہل علم میں بہت مقبولیت حاصل ہے اور اس کے مشکل مقامات کو حل کرنے کی شدید ضرورت ہے، اگرچہ اس کی بہت سے شروح لکھی گئیں ہیں، جن میں یا تو بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے جو کہ مقصود میں مخل ہے اور یا تھکا دینے والی طوالت سے کام لیا گیا ہے۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ) فرماتے ہیں[۲۳] کہ ہندوستان کے اہلِ علم کی تحقیقات چونکہ عرب علماء تک نہیں پہنچیں تھیں اس لئے آپؒ نے موطأ کی شرح لکھی تاکہ اس میں ان تحقیقات کو بھی شامل کیا جائے۔

اوجز المسالک الی موطأ مالک کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اوجز کے لفظی معنیٰ ہے اختصار ہے[۲۴] تو اس لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں فقہی مسالک کا بیان جامع مگر مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے اور یہ موطأ امام مالک کی شرح اور ان پر لکھی جانے والی شروحات کا خلاصہ ہے، اس لئے اس کا نام اوجز المسالک الی موطأ مالک رکھا گیا ہے۔

اوجز المسالک اہل علم کی نظر میں

شیخ ابو الحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں[۲۵] کہ "میں نے علامۂ حجاز مفتی مالکیہ سید علوی مالکیؒ سے جو کہ اپنے دور کے نہایت متبحر اور

وسیع النظر عالم تھے، اوجز کی تعریف سنی وہ اس پر تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ خود مالکیہ کے اقوال و مسائل کا اتنا گہرا علم اور اتنی صحیح نقل موجب حیرت ہے، وہ فرماتے تھے کہ "اگر شیخ زکریاؒ مقدمہ میں اپنے آپ کو حنفی ظاہر نہ کرتے تو میں کسی کے کہنے پر ان کو حنفی نہ مانتا اور میں ان کو مالکی بتاتا، اس لئے کہ اوجز المسالک میں مالکیہ کے جزئیات اتنی کثرت سے ہیں کہ ہمیں اپنی کتابوں میں تلاش میں دیر لگتی ہے"۔

شیخ ابو الحسن علی ندویؒ مزید فرماتے ہیں[۲۶] کہ اماراتِ خلیج کے چیف جسٹس اور مذہب مالکی کے بڑے عالم جناب شیخ احمد عبد العزیز بن مبارکؒ نے بھی اوجز المسالک الی موطأمالک کی طباعت واشاعت میں بڑی دلچسپی لی ہے۔

اوجز کی مقبولیت کے لئے یہ بہت بڑی بات ہے کہ حنفی مسلک کے علاوہ دوسرے مسالک کے اہل علم بھی اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور دوسرے مسالک کے اقوال وجزئیات کو مسلکی تعصب کے بغیر نقل کرنا بھی مؤلف کی اعتدال پسندی کا ثبوت ہے۔

اوجز المسالک الی موطأمالک پر تحقیقی کام کا جائزہ

اوجز المسالک الی موطأمالک پر مصر کے ایک سکالر صالح شعبان نے تعلیق کی ہے، جو کہ دار الکتب بیروت نے ۱۹۹۹ء میں شائع کی ہے، اسی طرح ڈاکٹر تقی الدین ندوی صاحب نے بھی اوجز المسالک الی موطأمالک پر تعلیق کی ہے جو کہ ۲۰۰۳ء میں دار القلم دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

مقدمہ اوجز المسالک

مقدمے میں علمِ حدیث کا تعارف، تاریخ اور تدوین حدیث پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد موطأاور امام مالکؒ کا مفصل تعارف اور دونوں کی امتیازات وخصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ موطأ کی شروح اور عہد بعہد خدمات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، مشائخ اور سلسلۂ اسانید کی تفصیل، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا تذکرہ اور ان کی محدثانہ حیثیت اور ان کے اصول و مسلک کا تذکرہ ہے، جس کے بعد متفرق فوائد اور توضیحات بیان کی گئی ہیں۔[۲۷]

مقدمہ کے بعد اوجز المسالک کا منہج توضیح

موطأ کی روایت نقل کرنے کے بعد اس کی جزئیات میں تقسیم

مقدمے کے بعد کتاب کے بقیہ حصے میں شیخ الحدیثؒ کا منہج توضیح یہ ہے کہ آپؒ پہلے موطأ کی روایت کو سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں، مثلاً:

وحدثني عن مالك عن جعفر بن محمد بن علي عن أبيه أن عمر بن الخطاب ذكر المجوس فقال: ما أدري كيف أصنع في أمرهم فقال عبد الرحمن بن عوف أشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سنوا بهم سنة أهل الكتاب

اس کے بعد حدیث کو جزئیات میں تقسیم کرتے ہیں، پھر ایک ایک جز کی توضیح کرتے ہیں۔ پہلے حدیث کی سند اور راویوں کو ائمہ جرح وتعدیل کے اصول و اقوال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی توضیح بیان کرتے ہیں، اور حدیث کی حیثیت کو بھی بیان کیا جاتا ہے، مثلاً اسی روایت کے ذیل میں ہے کہ: (مالك عن جعفر) الصادق (بن محمد بن علي) بن سبط النبي ﷺ (عن ابيه) محمد الباقر (ان عمر بن الخطاب) قال ابن عبد البر هذا منقطع ... الخ"

اس روایت کی سند کی وضاحت کے لئے شیخ الحدیثؒ نے رواۃ کو قوسین کے درمیان ذکر کرنے کے بعد وضاحت کی ہے کہ جعفر

سے مراد جعفر الصادقؒ ہے اور" عن ابیہ" میں "ابیہ" سے مراد محمد الباقرؒ ہے، اس کے بعد حدیث کی حیثیت کو بھی ابن عبد البرؒ کے قول کی روشنی میں بیان فرمایا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے، اور اس کے بعد وجہ انقطاع کو بھی بیان فرمایا ہے۔[۲۸]

توابع اور شواہد کا ذکر

مذکورہ روایت کے لئے دیگر کتب حدیث میں اگر توابع یا شواہد[۲۹] موجود ہوں تو ان توابع اور شواہد کو بھی ذکر کرتے ہیں اور حوالے کے طور پر صرف کتاب کے نام پر اکتفاء کرتے ہیں مثلاً: مذکورہ روایت کے بارے میں شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ اس کو عبد الرزاقؒ نے اپنی مصنف میں ابن جریجؒ کی سند سے روایت کیا ہے اور اسحاق بن راہویہؒ نے عبد اللہ بن ادریسؒ کی سند سے روایت کیا ہے، اور یہ بھی منقطع ہے، اور یہ روایت بعض سندوں کے اعتبار سے مرسل ہے اور بعض سندوں کے اعتبار سے متصل ہے اور اس کے لئے طبرانی میں مسلم بن علاء الحضرمی کی روایت شاہد ہے۔

مصدر اصلی سے بلا کسی ترمیم نقلِ عبارت

شیخ الحدیثؒ نے کتاب کے اکثر حصے میں مصادر اصلیہ سے بلا کسی ترمیم عبارات نقل کی ہیں، اور ساتھ ساتھ تصریح بھی کی ہے کہ یہ عبارت فلاں کتاب سے ماخوذ ہے یا اس کا قائل فلاں شخص ہے، مثلاً فرماتے ہیں کہ شرح اقناع میں ہے کہ:"ولا يأذن له في دخولها الحجاز غير حرم مكة إلا لمصلحة لنا: كرسالة وتجارة فيها كبير حاجة فإن لم يكن فيها كبير حاجة لم يأذن له إلا بشرط أخذ شئ من متاعها كالعشر" یہ عبارت بلا کسی ترمیم نقل کی گئی ہے اور ساتھ بتایا بھی گیا ہے کہ یہ عبارت شرح اقناع کی ہے۔[۳۰]

"قلتُ" کے ساتھ زیرِ بحث مسئلے پر تبصرہ

سابقہ روایت کے ذیل میں مذکورہ مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ "قلتُ" میں کہتا ہوں کہ: مجوس سے جزیہ لینے کے سلسلے میں صراحتاً احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے مسند احمد، بخاری، ابو داوٗد اور ترمذی کی روایات ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رائے مجوس سے جزیہ نہ لینے کی تھی یہاں تک کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجوس ہجر سے جزیہ وصول فرمایا ہے۔

ہر جگہ "قلتُ" سے شیخ الحدیث کا قول مراد نہیں ہوتا

شیخ الحدیثؒ زیرِ بحث مسئلے پر "قلتُ" کے ساتھ تبصرہ کرتے ہیں، لیکن ہر جگہ "قلتُ" سے آپؒ کا قول مراد نہیں ہوتا بلکہ جس کتاب سے عبارت ماخوذ ہوتی ہے صاحبِ کتاب کا قول مراد ہوتا ہے مثلاً:"فان قلت ماهذه الزيادة؟ اعنى قوله (الا ان يكون غسيلًا) قلتُ: صحيح" یہ عبارت عمدۃ القاری کی ہے،[۳۱] اور یہاں "قلتُ" کا قائل صاحب کتاب علامہ عینیؒ (م ۸۵۵ھ) ہیں۔[۳۲]

مشکل الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق

شیخ الحدیثؒ مشکل الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق ائمہ فن کے اقوال کی روشنی میں کرتے ہیں، اور اگر کسی جگہ، قبیلے یا قوم کا ذکر ہے تو بقدر ضرورت اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں، مثلاً:"جزیۃ اهل الكتاب والمجوس" اس عبارت کی توضیح یوں بیان فرماتے ہیں کہ:"(اما المجوس) مجوس کے بارے میں لسان العرب میں ہے کہ:

"المجوسية" شہد کی مکھی کا نام ہے اور مجوسی اسی کی طرف منسوب ہے اور اس کی جمع مجوس ہے اور ابن

سیدہؒ فرماتے ہیں کہ: مجوس ایک مشہور فرقہ ہے اور یہ لفظ جمع ہے اور اس کا واحد مجوسی ہے۔ آپؒ کے علاوہ دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ: یہ لفظ معرب ہے اور فارسی سے لیا گیا ہے جس کی اصل "منج کوش" ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نام کا ایک چھوٹے کانوں والا شخص تھا جس نے سب سے پہلے مجوس کا دین اختیار کیا اور لوگوں کو اس دین کی طرف دعوت دینے لگا۔ تو عربوں نے اس نام کو معرب بنایا اور "منج گوش" سے مجوس کہنے لگے۔ عرب لوگ کبھی کبھی اس لفظ یعنی "مجوس" کو کسی قبیلے کے ساتھ تشبیہ دیتے وقت غیر منصرف بھی پڑھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اس میں عُجمہ اور علمیت جمع ہو جاتے ہیں"۔[۳۳]

مختلف مسالک کا بیان

اگر روایت میں کسی مسئلے کا بیان ہے تو شیخ الحدیثؒ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہؒ کے اقوال اور دلائل کے علاوہ اہل ظواہر اور دیگر مجتہدین کے مسالک اور ان کی تفصیلی دلائل بھی بیان کرتے ہیں۔ نیز ہر مسلک کے فروع کو اصل کتب اور بنیادی مصادر سے بیان کیا جاتا ہے، تقریباً کسی بھی مسلک کی کتاب کی اصل عبارت بلا تغیر و تبدل ذکر کرتے ہیں اور ساتھ صراحت بھی کرتے ہیں کہ یہ عبارت فلاں کتاب سے ماخوذ اور اس کا قائل فلاں شخص ہے۔ بعض اوقات شیخ الحدیثؒ قائل کا اصل نام جب کہ بعض اوقات اس کی کنیت یا لقب یا صرف کتاب کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں مثلاً فرماتے ہیں: "یہ قول ابن عبد البرؒ کا ہے"۔[۳۴] بعض جگہوں میں فرماتے ہیں کہ "ابو عمرؒ فرماتے ہیں"[۳۵] تو ابن عبد البرؒ اور ابو عمرؒ کا مصداق ایک ہی ہے۔[۳۶] اس کے ساتھ ساتھ آپؒ توضیح کے دوران فنون کی مختلف اصطلاحات سے بھی مدد لیتے ہیں، مثلاً آپؒ بعض اوقات مسلک کی تصریح کیے بغیر بیان کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ فلاں کتاب سے لیا گیا ہے، یا فلاں شخص کا قول یہ ہے، تو ایسے بیان کے قائلین کے مسلک کو معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب یا قائل کے بارے میں معلوم کیا جائے کہ وہ حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی، ظاہری یا مجتہد مطلق وغیرہ ہے۔

"اصحابنا" سے ہر جگہ احناف مراد نہیں ہوتے

شیخ الحدیثؒ کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مسلک کو ذکر کرنے کے لئے اس مسلک کی کتب سے بلا ترمیم پوری عبارت نقل کرتے ہیں تو اس میں بعض اوقات یہ الفاظ ہوتے ہیں کہ "فقال اصحابنا" تو ان الفاظ سے مراد بعض مقامات پر تو احناف ہوتے ہیں مثلاً یہی عبارت "فقال اصحابنا" امام جصاصؒ (م ۳۷۰ھ) کی احکام القرآن کی ہے[۳۷] جو کہ شیخ الحدیثؒ نے بلا ترمیم نقل کی ہے[۳۸] اور اس سے مراد احناف ہیں کیونکہ امام جصاصؒ خود حنفی ہیں۔ لیکن ہر جگہ "اصحابنا" سے احناف مراد نہیں ہوتے بلکہ جس کتاب سے وہ عبارت ماخوذ ہوتی ہے صاحبِ کتاب کے ہم مسلک لوگ مراد ہوتے ہیں مثلاً: " قال القاضی ابو محمد و جماعۃ من اصحابنا"[۳۹] اس عبارت میں اصحاب سے مراد مالکیہ ہیں، کیونکہ یہ عبارت المنتقیٰ شرح الموطأ سے لی گئی ہے جو کہ علامہ باجیؒ کی شرح ہے اور وہ مالکی ہیں۔

مطلق لقب یا کنیت کی تحقیق

شیخ الحدیثؒ بعض اوقات مطلقاً کسی قائل کا لقب یا کنیت ذکر فرماتے ہیں، مثلاً یہ کہ "امام فرماتے ہیں"[۴۰] تو اس سے ہر جگہ امام ابو حنیفہؒ مراد نہیں ہوتے یا مطلقاً ذکر کرتے ہیں کہ "قاضیؒ فرماتے ہیں"[۴۱] تو اس سے ہر جگہ امام ابو یوسفؒ مراد نہیں ہوتے بلکہ جس کتاب سے عبارت ماخوذ ہوتی ہے صاحبِ کتاب کے مسلک کو معلوم کیا جائے کہ اس کے مسلک کے لوگ امام یا قاضی کا لقب کس

کے لئے استعمال کرتے ہیں یا اس کتاب میں امام یا قاضیؒ سے مراد کون ہے۔ مثلاً ایک جگہ شیخ الحدیثؒ نے ذکر کیا ہے کہ: "امام فرماتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ کفار کے تمام مقاصد مثلاً ان کو ان کے حال پر برقرار رکھنا، ان کے خون کی حفاظت کرنا، ان کی خواتین اور بچوں کی حفاظت کرنا اور ان سے ہر قسم کے ضرر کو دفع کرنے کو جزیہ کا عوض بنادیا جائے گا"۔[۴۲] تو یہ عبارت فروع شافعیہ میں سے حاشیہ بجیرمی سے ماخوذ ہے، اور اس کتاب میں امام سے امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن محمد الجوینی، ابوالمعالی، رکن الدین (م ۴۱۹۔ ۴۷۸ھ) مراد ہیں، کیونکہ شوافع کی دوسری کتب میں یہ قول ان کی طرف منسوب ہے۔[۴۳]

ایک ہی نام کے مختلف اعلام کی تحقیق کا طریقہ کار

شیخ الحدیثؒ بعض اوقات ایک ہی نام کے مختلف اعلام ذکر کرتے ہیں جن میں امتیاز کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دیکھا جائے کہ وہ عَلَم کسی حدیث کی سند میں واقع ہے یا عام فقہی عبارت میں۔ اگر حدیث کی کسی سند میں ہے تو اصول جرح وتعدیل کا لحاظ کرتے ہوئے دیکھا جائے کہ جس سے وہ روایت کررہا ہے وہ اس کے اساتذہ میں سے ہے یا نہیں، ان کا زمانہ ایک ہے یا نہیں۔ اسی طرح راوی کو بھی دیکھا جائے جو اسی سند میں اس سے روایت کررہا ہے وہ اس کے تلامذہ میں سے ہے یا نہیں، ان کا زمانہ ایک ہے یا نہیں ہے، اور اگر عام فقہی عبارت میں واقع ہے تو دیکھا جائے کہ وہ عبارت کس کتاب سے ماخوذ ہے، اس کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اور اس میں آگے پیچھے عبارت کو مطالعہ کیا جائے کہ اس میں مذکورہ عَلَم سے کون مراد ہے، یا یہ دیکھا جائے کہ جس کا قول نقل کیا جارہا ہے اسی نام کو معجم المؤلفین (تالیف عمر رضا کحالہ) میں تلاش کیا جائے اور اس کی تصنیفات یا تالیفات کو معلوم کیا جائے پھر مذکورہ قول کو اس میں تلاش کیا جائے، جس کتاب میں قول مل جائے تو وہی صاحبِ کتاب مراد ہوگا، مثلاً: شیخ الحدیثؒ بعض اوقات فرماتے ہیں کہ یہ قول قرطبی کا ہے یا قرطبی فرماتے ہیں،[۴۴] تو قرطبی نام کے دو عَلَم ہیں، ایک مفسر ہے اور ایک محدث ہے، تو دیکھنا یہ ہوگا کہ بات تفسیر کی ہورہی ہے یا حدیث کی، تو معجم المؤلفین سے ہمیں معلوم ہوگا کہ دونوں اعلام کی تصانیف کونسی ہیں تو تلاش کرنے پر ہمیں معلوم ہوگا کہ ایک قرطبی کی کتاب "المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم" حدیث میں ہے جب کہ دوسری قرطبی کی تفسیر قرطبی ہے۔ لیکن چونکہ عبارت میں مذکورہ مسئلے کا تعلق حدیث کے ساتھ ہے لہٰذا ہم حدیث کی بات کو حدیث کی کتاب میں تلاش کریں گے۔ اگر ہمیں وہ قول "المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم" میں مل جائے تو عبارت میں مذکورہ عَلَم سے قرطبی محدث مراد ہوں گے، نہ کہ وہ قرطبی جو مفسر ہیں۔ ایسی صورت میں عَلَم کا تعین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے معلوم کیا جائے کہ قول کا تعلق کس فن لغت، صرف نحو، فقہ، تفسیر یا حدیث کے ساتھ ہے، پھر اس فن کے اعتبار سے عَلَم کا تعین کیا جائے۔

ایک ہی کتاب کے دو مختلف ناموں کا ذکر

شیخ الحدیثؒ بعض اوقات ایک ہی کتاب کے مختلف نام ذکر کرتے ہیں، مثلاً فرماتے ہیں کہ: یہ مسئلہ "اتحاف" نامی کتاب میں ہے،[۴۵] جب کہ دوسری جگہ اسی کتاب کو "شرح احیاء" کے نام سے ذکر کرتے ہیں،[۴۶] حالانکہ یہ ایک ہی نام ہے اور پورا نام "اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین" ہے جو کہ علامہ زبیدیؒ (م ۱۲۰۵ھ) کی تالیف ہے۔

ایک ہی نام کی دو مختلف کتابوں میں احتیاط

شیخ الحدیثؒ بعض اوقات دو مختلف کتابوں کا ایک ہی نام مؤلف کے نام کی تصریح کیے بغیر ذکر کرتے ہیں مثلاً فرماتے ہیں کہ:

یہ مسئلہ محلی میں ہے۔ حالانکہ محلی نام کی ایک شرح موطأ پر محمد بن سلیمان بن خلیفہؒ کی ہے اوراسی نام کی دوسری شرح موطأ پر شیخ سلام اللہؒ جو شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی اولاد میں سے ہیں، ان کی ہے۔ تو بعض جگہوں میں اول الذکر کتاب جب کہ بعض مقامات میں ثانی الذکر کتاب مراد ہوتی ہے۔ اسی نام کی ایک کتاب علامہ ابن حزم ظاہریؒ کی بھی ہے، اسی طرح شیخ الحدیثؒ بعض اوقات فرماتے ہیں [۴۷]: "کذا فی الفتح" تو فتح سے مراد فتح الباری بھی ہوسکتی ہے اور فتح القدیر بھی مراد ہوسکتی ہے، ایسی صورت میں دونوں کتابوں کی عبارات کو دیکھ کر معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مذکورہ عبارت کونسی کتاب سے ماخوذ ہے۔

صوفیانہ اصطلاحات اور حکمتوں کا ذکر

شیخ الحدیثؒ جابجا صوفیانہ اصطلاحات اور حکمتیں بھی بیان فرماتے ہیں، مثلاً ایک جگہ علامہ عینیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"علماء نے کہا ہے کہ محرم پر مذکورہ لباس کی تحریم کی حکمت یہ ہے کہ وہ آسودگی سے دور رہے اور عاجز اور ذلیل کی صفت اپنائے تاکہ اس کو ہر وقت یاد رہے کہ وہ محرم ہے۔ پس وہ اپنے کثرتِ اذکار اور االلہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے گناہوں سے بچنے اور ممنوعات سے منع ہونے کے زیادہ قریب ہو اور یہ طریقہ اس کے مراقبہ کے لئے زیادہ بلیغ ہے، تاکہ اس کو اس کی موت اور کفن کا لباس اور قیامت کے دِن ننگے پیر اور ننگا جسم اٹھ کر عاجزی اور ذلت کے ساتھ چلتے ہوئے پکارنے والے کی طرف چلنا یاد رہے۔ خوشبو کی تحریم میں حکمت یہ ہے کہ وہ دنیا کی زینت سے دور رہے۔ اس لئے بھی کہ خوشبو جماع کی طرف راغب کرنے والی چیز ہے اور اس لئے بھی کہ وہ حاجی کی منافی ہے پس وہ پراگندہ بال اور غبار آلود ہوتا ہے، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے تمام توجہ کو آخرت کے مقاصد کے لئے جمع کردے"۔ [۴۸]

اغلاط

اوجز المسالک کا ایک نسخہ وہ ہے جس پر شیخ صالح الشعبان نے تعلیق ہے اور ایک وہ نسخہ ہے جس پر ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے تعلیق کی ہے، اول الذکر میں بہت زیادہ جب کہ ثانی الذکر میں بہت کم اغلاط پائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات یہ اغلاط کتابت کی ہوتی ہیں مثلاً: لفظ مسلم کو معلم یا ساتر کو سائر یا مندل کو معذل لکھا گیا ہے۔ [۴۹] اس قسم کی اغلاط کی تصحیح کے لئے ضروری ہے کہ اوجز کے نسخوں کا آپس میں اور مصدر اصلی کے ساتھ تقابل کیا جائے۔ بعض اوقات یہ اغلاط مصدر اصلی میں غلطی کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں مثلاً: شرح اقناع کی عبارت شیخ الحدیثؒ نے نقل کی ہے [۵۰] کہ: "ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بیت اللہ کا حج ادا نہ کیا ہو"۔ اوجز المسالک میں یہ روایت ابو اسحاق کے حوالے سے نقل کی گئی ہے اور مصدر اصلی شرح اقناع میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن یہ روایت ابن اسحاق سے ہے اور سیرۃ ابن اسحاق، دلائل النبوۃ للبیہقی اور تفسیر روح المعانی میں ابن اسحاق کا ذکر ہے۔ [۵۱] تو ایسے اغلاط کی تصحیح کے لئے ضروری ہے کہ دو یا تین کتابوں سے اس کا موازنہ کیا جائے، اور اس کے بعد اس کی تصحیح کی جائے۔

عبارت ماخوذہ میں راویوں کا غیر صحیح اندراج

شیخ الحدیثؒ کا طریقہ یہ ہے کہ مصدر اصلی سے اصل عبارت بلا کسی ترمیم کے نقل کرتے ہیں لیکن بعض اوقات مصدر اصلی میں بھی بشری تقاضے کے تحت راوی کے نام کا غلط اندراج ہوتا ہے تو آپؒ بھی من وعن اسی طرح نقل کرتے ہیں مثلاً: ایک روایت

کی سند میں اوجز کے ایک نسخے میں مجالد نقل کیا گیا ہے [۵۲] جب کہ دوسرے نسخے کے مطابق مجاہد نقل کیا گیا ہے، [۵۳] اور تفسیر جصاص جو کہ مصدر اصلی ہے اور اس کی عبارت نقل کی گئی ہے اس میں بھی مجالد لکھا گیا ہے، [۵۴] لیکن اصل میں یہ روایت بحالہ بن عبدۃ التمیمی سے مروی ہے، [۵۵] تو ایسی صورت میں تصحیح کے لئے روایات کے مصادر اصلیہ کا آپس میں تقابل ضروری ہے۔

عبارت یا روایت میں تسامح

شیخ الحدیثؒ ایک عبارت یا روایت نقل کرتے ہیں تو ساتھ کتاب کی صراحت بھی کرتے ہیں، لیکن بعض اوقات وہ عبارت یا روایت کسی اور کتاب سے ماخوذ ہوتی ہے، اس قسم کی تسامح شاذ و نادر واقع ہوتی ہے، مثلاً شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں [۵۶] کہ: "وفی شرح الاقناع ھی مغیاۃ بنزول عیسی علیہ الصلاۃ والسلام لمافی الحدیث الصحیح۔۔الخ" یہ عبارت شرح اقناع کے حوالے سے ذکر کی گئی ہے، حالانکہ یہ عبارت شرح اقناع کی نہیں ہے بلکہ یہ حاشیہ البجیرمی کی ہے۔ [۵۷]

ایسی صورت اگر پیش آئے تو جس کتاب کے حوالے سے عبارت مذکور ہوتی ہے اگر اس میں نہ ملے تو اسی موضوع کی دوسری کتب یا اوجز المسالک میں زیادہ تر حوالے کے طور پر استعمال ہونے والی کتب وشروحات میں اس کی تلاش کرنی چاہیے۔

اوجز المسالک کے بعض نسخوں میں عبارات کا سقوط اور اقوال کا غلط انتساب

اوجز المسالک کے بعض نسخوں میں پوری پوری عبارات کا سقوط ہے، اور بعض جگہوں میں اقوال کا غلط انتساب بھی ہے، اوجز کا وہ نسخہ جس پر صالح الشعبان نے تعلیق کی ہے اس میں کئی جگہوں میں عبارات کا سقوط ہے مثلاً: "ومنھا سنة تسع او عشر حكاه العيني عن امام الحرمين وبهٖ جزم ابن القيم في الهدى و عزاه الىٰ غير واحد من السلف" یہ عبارت مذکورہ نسخے میں نہیں ہے، [۵۸] اور وہ نسخہ جس پر ڈاکٹر تقی الدین ندوی صاحب نے تعلیق کی ہے اس میں یہ عبارت موجود ہے، [۵۹] اسی طرح کئی دیگر جگہوں میں عبارات کا سقوط ہے، اور دونوں نسخوں میں بعض اوقات اقوال کا غلط انتساب بھی ہے [۶۰] مثلاً: "قال الزيلعي و يؤيد هٰذ ا المذهب" یہ عبارت دونوں نسخوں میں اسی طرح لکھی گئی ہے لیکن یہ قول امام نوویؒ کا ہے، اور انہوں نے شرح المہذب میں بعینہٖ یہی عبارت نقل کی ہے۔ [۶۱] اسی طرح اول الذکر نسخے میں ایک جگہ امام ابو یوسفؒ کے قول کا انتساب امام ابو حنیفہؒ کی طرف کیا گیا ہے [۶۲] مثلاً: "وهو قول ابي حنيفة المرجوع اليه" حالانکہ درست عبارت ہے: "وهو قول ابي يوسف من الحنفيه المرجوع اليه"۔ [۶۳] اس قسم کی اغلاط کی تصحیح کے لئے اوجز کے نسخوں میں آپس کے تقابل کے بعد مصدر اصلی کے ساتھ تقابل کیا جائے۔

اوجز لمسالک کی خصوصیات

۱۔ موطأ کے مختلف نسخوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضاحت کے ساتھ روایت اور اس روایت کے توابع کا ذکر

۲۔ صحت و سقم کے اعتبار سے جرح و تعدیل کے اصول کی روشنی میں روایت اور اس کے توابع کا جائزہ

۳۔ روایت کی جزئیات میں تقسیم اور روایت کے ہر جز کی توضیح و تحقیق

۴۔ زیر بحث مسئلے پر قرآن کریم کی آیات سے استدلال، قرآن کریم کی آیات اور روایات میں زیر بحث الفاظ کی لغوی، نحوی اور صرفی تحقیق۔ بعض جگہوں میں قرآن کریم کی آیات میں مختلف قراءات کی وضاحت اور مختلف معانی کے احتمالات کا ذکر

۵۔ بقدرِ ضرورت جگہ، قوم اور قبیلے کی توضیح اور مستند تاریخ کا بیان

۶۔ اصل مسئلے کی توضیح، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اربعہ، اہل ظواہر اور دیگر مجتہدینؒ کے اقوال اور ان کے دلائل کا ذکر

۷۔ ہر مسلک کی بنیادی مصادر سے مسئلے کی توضیح، ہر مسلک کی مستند کتاب سے اصل عبارت کی نقل اور اس کے ساتھ مصنف یا قائل کی تصریح اور ہر مسلک کی بلا تعصب، اعتدال کے ساتھ وضاحت

۸۔ صوفیانہ اصطلاحات اور حکمتوں کا بیان

۹۔ ایک مسئلہ بیان کرنے کے بعد دوسری جگہ اس کے حوالے پر اکتفاء اور زیر بحث مسئلے پر شیخ الحدیثؒ کی رائے

خلاصۃ البحث

موطأ مالک پر عرب و عجم علماء نے کئی شروحات لکھیں ہیں، جن میں ایک شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی اوجز المسالک الیٰ موطأ مالک بھی ہے، جس میں تقریباً ان تمام شروحات کا خلاصہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ کے اقوال و فتاوٰی جات اور مذاہبِ اربعہ کے علاوہ اہل ظواہر کے مسلک کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ شیخ الحدیثؒ نے بہترین اور ایک نئے انداز میں یہ شرح لکھی ہے، لیکن اس کے منہج و اسلوب کو سمجھے بغیر اس سے استفادہ کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، کیونکہ شیخ الحدیثؒ نے مسالکِ مختلفہ کو اصل مصادر سے بلا کسی ترمیم نقل کیا ہے اور من و عن وہی عبارات نقل کی ہیں جو کہ مصادر اصلیہ میں ہیں اور ساتھ ساتھ قائلین یا کتب کی تصریح بھی کی ہے۔ لہٰذا ان مصادر اصلیہ کے منہج و اسلوب کو سمجھ کر اس کے پس منظر میں اوجز کے منہج و اسلوب کو سمجھا جا سکتا ہے۔ فقہ کے میدان میں یہ ایک قابل قدر کام ہے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] بنوری، علامہ محمد یوسف. مقدمہ اوجز المسالک الی موطأ مالک. تعلیق: ڈاکٹر تقی الدین ندوی. ط: ۲۰۰۳ء، دار القلم دمشق، ۱/۱۴

[2] دہلویؒ، شاہ عبد العزیز محدث. بستان المحدثین. مترجم: عبد السمیع دیوبندی. ط: ۱۹۷۶ء، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص۲۹-۷۰

[3] شیخ سلام اللہؒ: شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی اولاد میں سے ہیں، آپؒ کی وفات کے بعد یہ شرح چھپ نہ سکی، البتہ نصفِ اخیر مظاہر العلوم سہارنپور میں موجود ہے۔[لکھنوی، محمد عبد الحئ. التعلیق الممجد علیٰ موطأ. تعلیق: تقی الدین ندوی. ط: ۱۹۹۱ء، دار السنہ والسیرہ، بمبئی، ۱/۱۰۴]

[4] مقدمہ اوجز المسالک، ۱/۱۱۳

[5] ندویؒ، ابو الحسن علی. حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ. ط: ۲۰۰۳ء، مکتبہ اسلام گوئن روڈ، لکھنؤ، ص۴۹

[6] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص۵۴

[7] أیضاً، ص۵۵

[8] أیضاً، ص۵۶

[9] أیضاً، ص۵۶، ۵۷

[10] أیضاً، ص۵۶

[11] أیضاً، ص۶۰

[12] مقدمہ اوجز المسالک الی موطاء مالک، ۱/۱۹، ۲۰

[13] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص۶۶

[۱۴] أیضاً، ص ۶۷

[۱۵] أیضاً، ص ۱۰۷

[۱۶] مقدمہ اوجز المسالک الی موطاء مالک، ۱/۲۱،۲۲؛ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ۲۴۱ تا ۲۴۵؛ حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری. اکابر علماء دیوبند. ط: ۱۹۹۹ء، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۲۷۵

[۱۷] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص ۲۵۰

[۱۸] أیضاً، ص ۲۵۲

[۱۹] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص ۱۷۵ تا ۱۸۳؛ اکابر علماء دیوبند، ص ۲۷۵

[۲۰] أیضاً، ص ۱۷۵ تا ۱۸۳

[۲۱] مقدمہ اوجز المسالک از تقی الدین ندوی، ۱/۷

[۲۲] أیضاً، ص ۴۷ تا ۴۸

[۲۳] تصدیر از علامہ محمد یوسف بنوری علی اوجز المسالک الی موطاء مالک، ۱/ ۲۴

[۲۴] محمد بن مکرم بن منظور افریقی مصری، لسان العرب، ۵/۲۷۴، دار صادر-بیروت، س ط ن

[۲۵] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، ص ۲۴۴

[۲۶] ایضاً

[۲۷] مقدمہ اوجز المسالک، مولانا محمد زکریاؒ، ۱/۴۷ تا ۲۵۴

[۲۸] اوجز المسالک الی موطاء مالک، ۶/ ۲۰۰

[۲۹] غریب اور منفرد حدیث کے راوی لفظ اور معنی میں یا صرف معنی میں دوسرے راوی کی موافقت اور مشارکت کریں، اگر صحابی ایک ہو تو متابع متابع ہے اور اگر صحابی مختلف ہو تو اس کو شاہد کہا جاتا ہے۔[الطحان، محمود. تیسیر مصطلح الحدیث. ط: ۱۹۹۹ء، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ص ۱۳۳]

[۳۰] اوجز المسالک الی موطاء مالک، ۶/۲۳۳؛ الشربینی، شمس الدین، محمد بن أحمد الخطیب الشافعی شرح الاقناع. ط: ندارد، ۲/۲۲۵

[۳۱] علامہ بدر الدین عینیؒ. عمدة القاری. ط: ندارد، ۱۴/۲۷۶، ۲۷۷

[۳۲] اوجز المسالک الی موطاء مالک ۶/۳۸۹

[۳۳] أیضاً، ۶/۱۸۹

[۳۴] أیضاً، ۶/۲۴۱

[۳۵] أیضاً، ۶/۲۲۶

[۳۶] اس کی دلیل یہ ہے کہ اوجز کے مذکورہ صفحے پر الاستذکار سے عبارت ماخوذ ہے جو کہ ابن عبد البرؒ کی کتاب ہے اور آپؒ کی کنیت ابو عمر ہے۔[أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمری. الاستذکار. ط: ۲۰۰۰ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳/۱۵۰]

[۳۷] أحمد بن علی المکنی بأبی بکر الرازي الجصاص الحنفی. احکام القرآن. ۱۴۰۵ھ، دار احیاء التراث العربی، ۴/۲۸۳

[۳۸] اوجز المسالک الی مؤطا مالک، ۶/ ۱۹۳

[۳۹] أیضاً، ۶/۲۵۴

[۴۰] أیضاً، ۶/۱۸۶

[۴۱] أیضاً، ۶/۲۱۳

[۴۲] أیضاً، ۶/۱۸۶

[۴۳] تقی الدین أبی بکر بن محمد الحسینی الدمشقی الشافعیؒ. کفایۃ الاخیار. ط: ۱۹۹۴ء، دار الخیر دمشق، ۱/ ۵۰۸

[۴۴] اوجزالمسالک الی موطاءمالک، ۶/۳۷۶

[۴۵] أیضاً، ۶/۲۷۲

[۴۶] أیضاً، ۶/۳۸۴

[۴۷] أیضاً، ۶/۳۴۸

[۴۸] أیضاً، ۶/۳۶۴

[۴۹] أیضاً، ۶/۲۱۰،۱۱۳،۱۲۴

[۵۰] أیضاً، ۶/۳۲۵

[۵۱] محمد بن إسحاق بن یسار. سیرۃ ابن اسحاق. ط: معھد الدراسات والأبحاث للتعریف، ۲/۲۷۳؛ امام بیہقی ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی. دلائل النبوۃ. ط: ۱۹۸۸ء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲/۴۶؛ شھاب الدین محمود ابن عبد اللہ الحسینی الآلوسی. تفسیر روح المعانی. ط: ۱۴۱۵ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲ / ۲۳۰؛ شرح الاقناع، ۱/ ۲۳۰

[۵۲] اوجزالمسالک الی موطاءمالک، تعلیق تقی الدین ندوی، ۶/۱۹۳

[۵۳] اوجزالمسالک الی موطاءمالک تعلیق صالح الشعبان، ۶/۱۰۴

[۵۴] أحمد بن علی المکنی بأبی بکر الرازی الجصاص الحنفیؒ. احکام القرآن. ط: ۱۴۰۵ھ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۴/۲۸۶

[۵۵] أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزارؒ. مسند البزار. ط: ۲۰۰۹ء، مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ، ۳ / ۲۶۸؛ سلیمان بن داود بن الجارودؒ. مسند طیالسی. ط: ندارد، الھجر للطباعہ والنشر، ۱/۱۸۱؛ ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنیؒ. سنن دار قطنی. ط: ندارد، ۳/۹۴

[۵۶] اوجزالمسالک الی موطاءمالک، ۶/۱۸۷

[۵۷] سلیمان بن محمد بن عمر البجیرمی الشافعیؒ. حاشیہ البجیرمی علی الخطیب. ط: ۱۹۹۶ء، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۵/۱۵۸

[۵۸] اوجزالمسالک الی موطاءمالک، تعلیق صالح الشعبان، ۶/۱۸۳

[۵۹] اوجزالمسالک الی موطاءمالک تعلیق تقی الدین ندوی، ۶/۳۲۳

[۶۰] اوجزالمسالک الی موطاءمالک، تعلیق صالح الشعبان، ۶/۱۰۵؛ اوجزالمسالک الی موطاءمالک تعلیق تقی الدین ندوی، ۶/۱۹۵

[۶۱] أبو زکریا محی الدین یحیی بن شرف النوویؒ. المجموع شرح مہذب للنووی. ط: دار الفکر، بیروت، 19/۳۹۰

[۶۲] اوجزالمسالک الی موطاءمالک تعلیق صالح الشعبان، ۶/۱۶۵

[۶۳] اوجزالمسالک الی موطاءمالک تعلیق تقی الدین ندوی، ۶/۲۹۴